ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.1 (2023)
(October- December)

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Linguistics: Introductory Discussions

لسانیات: تمہیدی مباحث

سہیل اکرم

ڈاکٹر رابعہ

پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

سرفراز، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

Abstract

Linguistics is an ever-growing subject. As much attention is required on linguistics in Urdu, the same amount of shortage is being faced. As many experts have written in Urdu linguistics till today, the feeling of thirst remains constant even after reading their books. The main reason for this is that the subject of linguistics is also borrowed from English like other subjects. Due to which the Urdu speaking class has to face difficulties. we cannot be master in linguistics until we make sincere effort. A linguist has to consider the themes of formation, destiny, origin and evolution of language. As many theories of linguists have come to forefront about the structure and origin of language, each presents a new angle on the origin of language. After reading these different views, where the level of knowledge is expanding, the common readers also seem astonished as well. The need is that one center should be considered as the original and the future journey should be planned so that it may be easy and convenient for the beginners. In this article, a small attempt has been made to provide the reader with an introduction to the origin and evolution of linguistics and various branches of linguistics.
Keywords: Linguistics, Literature, Phonetics, Syntax, Urdu.

لسانیات فی زمانہ روز افزوں موضوع ہے۔لسانیات جس قدر توجہ طلب موضوع ہے،اور جتنی گہرائی اِس موضوع کے لیے درکار ہے، ہمیں اردو میں اِس قدر توجہ،شناسائی اور گہرائی نظر نہیں آتی۔آج تک اردو لسانیات میں جتنے بھی ماہرین نے قلم فرسائی کی ہے،ان کی کتب کو پڑھنے کے بعد بھی، تشنگی کا احساس برابر قائم رہتا ہے۔اِس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ لسانیات کا موضوع، دیگر موضوعات کی طرح انگریزی سے مستعار ہے، جس وجہ سے اردو داں طبقے کو دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ غزل اِس علاقے میں بے شک عربی فارسی کے توسط سے آئی ہے لیکن آج غزل میں جس طرح کے موضوع بیان کیے جا چکے ہیں ان کی تفصیل بیان کرنے کے لیے دفتر کہ دفتر کم پڑ سکتے ہیں۔ہم نے جس طرح غزل پر جان ماری ہے،اسی طرح جب تک لسانیات کے لیے سر توڑ محنت نہ کی اور اس کا گہرا مطالعہ نہ کیا تب تک ہم اس موضوع پر عبور حاصل نہیں کر سکتے۔ایک ماہر لسانیات کو زبان کی تشکیل، تقدیر، ابتدا اور ارتقا کے موضوعات کو پیشِ نظر رکھنا پڑتا ہے۔آج تک جتنے بھی لسانیات نگاروں کے، زبان کی بناوٹ اور ابتدا کے متعلق نظریات دیکھے ہیں، ہر ایک میں زبان کی ابتدا سے متعلق ایک نیا زاویہ سامنے آتا ہے۔اِن مختلف نظریات کو پڑھنے کے بعد جہاں علمی سطح وسیع ہو رہی ہے، وہیں عام قارئین محوِ حیرت بھی نظر

آتے ہیں۔ضرورت اِس چیز کی ہے کہ کسی ایک مرکز کو اصل سمجھ کر آئندہ کا سفر طے کیا جائے تاکہ مبتدین کے لیے آسانی اور سہولت ہو۔اس مضمون میں لسانیات کی ابتدا، ارتقا، تعارف اور لسانیات کی مختلف شاخوں کو پیش نظر رکھ کر عام قارئین کے لیے سہولت فراہم کرنے کی ایک ادنی سی کوشش کی گئی ہے۔

دور حاضر میں دیگر موضوعات کی طرح "لسانیات" بھی تحقیق طلب بنتا جارہاہے۔پاکستان کی نسبت ہندوستان میں اس موضوع کو زیادہ پذیرائی ملی ہے۔پاکستانی یونیورسٹیاں بھی اب اس نادر موضوع پر تحقیقی کام میں پیش پیش ہیں۔دراصل لسانیاتی اصطلاحات تھوڑی پیچیدہ اور دقیق ہیں، جس وجہ سے ہمارے محققین کا رجحان اس موضوع کی طرف کم ہے۔لسانیات اپنی نوعیت کے اعتبار سے وقت کی ضرورت بنتا جارہاہے۔اس کے بغیر زبان کی بناوٹ، ساخت، طریقۂ تکلم و تحریر کو سمجھنا انتہائی مشکل ہے۔سائنسی طریقہ کار کے مطابق زبان کا مطالعہ "لسانیات" کہلاتا ہے۔عربی میں زبان کے لیے "لسان" کا لفظ استعمال ہوتا ہے، اور "یات" کا لاحقہ علم کے طور پر مستعمل ہے۔جو کام انگریزی میں "لوجی "Logy" کا ہے، جیسے کہ سمیالوجی، ٹیکنالوجی، جلالوجی، یہاں "لوجی" علم کے معنوں میں استعمال ہو رہا ہے۔بعینہ یہ کام اردو میں "یات" کا ہے، مثلاً دینیات، معاشیات، نفسیات، جمالیات وغیرہ یہاں "یات" علم کے طور پر آرہاہے۔ان دولفظوں "لسان" اور "یات" کے مجموعے سے مراد ہے زبان کا علم۔گوشت کا وہ ٹکڑا جو ہمارے دونتوں کے درمیان ہے جس سے انسان ذائقوں کو جانچتاہے، لسان/زبان کہلاتا ہے۔اسی زبان کی بدولت انسان اپنی فکر وخیال کو سامعین تک پہنچاتاہے۔اس زبان سے ادا ہونے والے حروف کو جب ہم سائنسی طریقے کے مطابق پرکھیں گے تو یہ طریقہ "لسانیات" کہلائے گا۔یاد رہے! یہاں وہ زبان مقصود ہے جس کا ذخیرہ ہمارے شعور کا حصہ ہے جسے سوسئیر نے "لانگ" کا نام دیا ہے۔

دراصل لسانیات انگریزی لفظ ''Linguistic'' کا اردو ترجمہ ہے۔جیسے اردو کو ابتدا میں کئی ناموں (ہندی، ہندوی، ہندوستانی، دکنی اور دہلوی) سے پکارا جاتا تھا، اسی طرح ''Linguistic'' لفظ بھی مختلف ادوار میں مختلف طریقوں سے استعمال ہوتا رہاہے۔1712ء میں ڈیویز اس اصطلاح کو "گلاسولوجی"(Glossology) کہتا ہے۔1800ء کے بعد یہ اصطلاح "تقابلی فلالوجی"(Comparatic philology) کے نام میں تبدیل ہوگئی۔اس کے بعد چند ماہرین کی ایما پر "تقابلی فلالوجی" سے لفظ "تقابل" منہا کر کے صرف "فلالوجی" کہا جانے لگا۔فلالوجی یونانی لفظ ہے۔بعد از آں 1814ء میں پرچرڈ نے اس کے لیے ایک نیا لفظ "گلاٹولوجی" وضع کیا۔گلاٹولوجی میں ادبیات اور اسلوبیات کی طرف زیادہ رجحان نظر آتا تھا، جب کہ یہ اصطلاح بنیادی طور پر لسانیات کے لیے وضع کی گئی تھی، سو یہ اصطلاح بھی نہ چل سکی۔فرانس میں لسانیات کے لیے (Philology) کا لفظ رائج ہوا یہ لاطینی لفظ ہے جو کہ زبان کے علم کے عین مطابق ہے۔انگریزی میں ''Linguistique'' کے آخری تین حروف ختم کر کے ان کی جگہ ''C'' لکھا جانے لگا اور جمع کی صورت میں ''S'' کا مزید اضافہ کر دیا گیا۔موجودہ دور میں لسانیات کے لیے ''Linguistics'' کا لفظ ہی مستعمل ہے۔جو کہ زبان کے علم کے تمام تر معنی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔اس کے برعکس امریکی ریاست ڈنمارک کے لسانیاتی سکول (ڈینش سکول) میں علم زبان کے لیے ''Glossomatics'' لفظ مروج ہے۔(i)

ابوالاعجاز حفیظ صدیقی فلالوجی اور لسانیات کے متعلق رقم طراز ہیں:

"لسانیات "Linguistics" کا اردو ترجمہ ہے فلالوجی (Philology) کی اصطلاح بھی لسانیات کے مترادف کے طور پر استعمال ہوتی رہی ہے۔لیکن فلالوجی ایک نسبتاً وسیع تر اصطلاح ہے جس کے مفہوم میں زبان کے سائنسی مطالعہ کے علاوہ ادبیات کا سائنسی مطالعہ بھی شامل ہے۔"(ii)

فاضل مصنف کی رائے اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہے لیکن فلالوجی کی اصطلاح کے متعلق اوپر بیان ہوچکا ہے کہ اس اصطلاح میں زبان کے متعلق وہ وسیع تر معنی نہیں پائے جاتے جو کہ ''Linguistics'' میں پائے جاتے ہیں۔لسانیات کے نام کے بعد اس کی تعریف کا مرحلہ ہے، یہاں ہم لسانیات کے متعلق لسانیات نگاروں کے خیالات کا اظہار کریں گے۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
GUMAN
Volume.7, Issue.1 (2023)
(October- December)

لسانیات کی تعریف:

ادب کو سائنٹفک طریقے سے پرکھنے کا نام لسانیات ہے۔ لسانیاتی ماہر الفاظ کی بناوٹ اور تحریر و تقریر میں الفاظ کا منہ یا قلم سے اخراج، پر بحث کرتا ہے۔ جیسے کہ پیچھے ذکر کیا جا چکا ہے کہ زبان کا مطالعہ ہی لسانیات ہے۔ لسانیات کے متعلق ڈاکٹر محی الدین قادری زور نے کہا تھا:

"لسانیات اس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے زبان کی ماہیت، تشکیل، ارتقا، زندگی اور موت کے متعلق آگاہی حاصل ہوتی ہے"(iii)

ڈاکٹر محی الدین قادری زور کے اس بیان نے زبان کے مطالعے کے تمام گوشے ہمارے سامنے کھول کر رکھ دیئے ہیں۔ محی الدین قادری زور کے مذکورہ بالا اقتباس میں، جیسے زبان کی زندگی اور موت کا ذکر کیا گیا ہے، بالکل ایسا ہی ہے بعض زبانیں اپنی موت آپ مر جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی زبان کے بولنے والے کم ہو جائیں یا اس زبان کو تحریری حیثیت حاصل نہ ہو تو وہ خود بہ خود ختم ہو جاتی ہے۔ لسانیات کی تعریف کے بارے میں سید احتشام حسین اپنی کتاب "اردو لسانیات کا مختصر خاکہ" میں لکھتے ہیں:

"علم اللسان وہ علم ہے جس کی مدد سے زبان کی ماہیت، ابتدا اور ارتقا، تشکیل اور تغیرات کے متعلق سائنٹفک طریقے سے معلومات حاصل کی جاتی ہے" (iv)

مزید کہتے ہیں:

"لسانیات کا اصل مقصد زبانوں کا تجزیہ ان کا باہمی تعلق ان کی گروہ بندی ان کی لفظی ساخت اور معنوی تبدیلیوں پر غور کرنا ہے"(v)

لسانیات کا ماہر الفاظ کو توڑ کر ان کی شکل ہیئت اور اس لفظ کے خاندان کا پتا لگتا ہے، یہی طریقہ زبان کو سائنسی سطح پر پہنچاتا ہے۔ اس طریقے کے بارے میں سید احتشام حسین کا ماننا ہے کہ ماہر لسانیات الفاظ کو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے یہ دیکھتا ہے کہ یہ الفاظ اور کس زبان کا حصہ ہیں۔ جب ہم الفاظ کے ٹکڑے کرتے ہیں تو یہ بھی پتا چل جاتا ہے کہ ایک زبان، دوسری زبان سے کس قدر قریب ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ زباں کا خاندان کیا ہے اور یہ الفاظ کس کس زبان کو متاثر کر چکے ہیں۔

جو لوگ زبان اور اس کے سائنسی طریقے کو آج تک نہیں سمجھ پائے درج بالا بحث سے ان مبتدین کی رہنمائی حتی المقدور ہو سکتی ہے۔ بہر حال زبان کو سمجھنے کے لیے اس زبان کے قواعد و گرامر کو سمجھنا از حد ضروری ہے۔ اردو لسانیات کے اولیں اصول یہی قواعد ہی ہیں جو بعد میں بتدریج بدل گئے اور ان کی جگہ نئے اصولوں نے لے لی۔

ڈاکٹر فائزہ بٹ اپنے پی ایچ۔ ڈی کے مقالے میں لسانیات کے متعلق لکھتی ہیں:

"لسانیات کی رو سے زبان ایک ایسے خود اختیاری اور روایتی صوتی علامتوں کو کہتے ہیں جو کوئی انسان اپنے سماج میں اظہار خیال کے لیے استعمال کرتا ہے زبان اصوات کا مجموعہ اور ترتیب ہے۔ لسانیات میں انسان کے اعضائے تکلم سے ادا کی جانے والی آوازیں ہی اہم ہیں۔۔۔۔۔ انسان کے منہ سے ادا ہونے والے کلمات کا لسانیات میں مطالعہ کیا جاتا ہے"(vi)

ڈاکٹر فائزہ بٹ کا موقف بھی یہی ہے کہ الفاظ پر بحث لسانیات کہلاتی ہے۔ دراصل کسی بھی زبان کی اکائی اس کے الفاظ ہی ہوتے ہیں زبان کے آغاز تک پہنچنے کے لیے ان الفاظ، یعنی اکائی کا علم از حد ضروری ہے۔ لسانیاتی ماہرین یہی اہم فریضہ انجام دیتے ہیں۔ ڈاکٹر احسان قادر اپنے پی ایچ۔ ڈی کے مقالے میں لسانیات کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"لسانیات مختلف زبانوں کی تاریخ، ارتقا، زبانوں کے آپس میں رشتے، معنوی و ظاہری ساخت سے بحث کرتی ہے۔۔۔۔۔۔ لسانیات نے زبانوں کی ماہیت کے شعور کو عام کیا اور زبان کو فرضی قصہ کہانیوں سے نکال کر سائنس کی معروضی روشنی میں پیش کیا۔ لسانیات کے مطابق زبان ایسے خود اختیاری اور روایتی صوتی علاقوں کے نظام کو کہتے ہیں جو کہ انسان اپنے معاشرے میں اظہار کے لیے استعمال کرتا ہے"(vii)

اس اقتباس میں ڈاکٹر احسان قادر سب سے پہلے لسانیات کا مقصد بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ زبان کی تاریخ وارتقا کے متعلق بحث کرتی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ، (لسانیات) زبان کو عام قصہ کہانی کی زبان سے نکال کر سائنس کا درجہ دیتی ہے۔ لسانیات اصل میں معروضی علم ہے۔ جو الفاظ کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتی ہے۔ جیسے کسی تجربہ گاہ میں مشاہدے کیے جاتے ہیں بعینہ زبان کے متعلق لسانیات کا کام ہے۔ ماہر لسانیات زبان کو بار بار پرکھتا ہے، اور اس کے پیچوں کو کھولتا چلا جاتا ہے۔ احسان قادر کا یہ بھی کہنا ہے کہ ماہر لسانیات

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
GUMAN
Volume.7, Issue.1 (2023)
(October- December)

زبان کی قدیم وجدید دور میں ہونے والی تبدیلی کو بھی زیر غور رکھتے ہیں۔ نیز لسانیات کی مدد سے ہم زبان کے قواعد کو سمجھنے کے قابل ہو جاتے ہیں اور زبان میں موجود کمی بیشی کو واضح کرنے کے لیے بھی لسانیات کا علم از حد ضروری ہے۔اِن مراحل سے گزرنے کے بعد کوئی بھی زبان سائنسی مرتبہ حاصل کر سکتی ہے۔ لسانیات کے اِن اصولوں کے متعلق تمام ماہرین اپنی رائے پیش کرتے جاتے ہیں۔ لسانیات کے متعلق ڈاکٹر اشرف کمال رقم طراز ہیں:

''اردو میں زبان کے علم کو لسانیات کا نام دیا گیا ہے۔ زبان سے متعلق کسی مسئلہ کو مد نظر رکھتے ہوئے احتیاط کے ساتھ ایک منظم و مربوط انداز میں زبان کے سائنسی مطالعہ کو لسانیات کہا جاتا ہے۔ لسانیات زبان کی تراش خراش اور اس کی ترویج و فروغ اور ترقی میں نہایت معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ ایک ماہر لسانیات کا کام زبان کے مختلف پہلوؤں کا مختلف زاویوں سے مطالعہ کرنا ہی نہیں ہے بلکہ پرت در پرت زبان کے اندر اتر کر اس کی ساخت اور بناوٹ کو کھوجنا بھی ہے''[viii]

اگر دیکھا جائے تو ڈاکٹر اشرف کمال بھی اسی نقطے پر پہنچے ہیں کہ زبان کے سائنسی سطح پر مطالعہ کو لسانیات کہا جاتا ہے۔ جب زبان کو سائنسی سطح پر پرکھا جاتا ہے تو "الفاظ" ماہر لسانیات کے ہاتھوں میں کھلونوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ماہر لسانیات الفاظ کو پرکھتا چلا جاتا اور ان کی الگ الگ ڈھیریاں لگاتا رہتا ہے۔ ماہر لسانیات کے سامنے مختلف ڈھیر ہوتے ہیں مثلاً مصوتہ، مصمتہ، فونیم، اور مارفیم وغیرہ۔ اصل میں جدید لسانیات کے ماہر کا یہی کام ہے۔ اس سے پہلے قواعد و گرامر کی سطح پر زبان کو پرکھا جاتا تھا۔ ڈاکٹر حامد اللہ ندوی لسانیات کے متعلق لکھتے ہیں:

"زبان کے مختلف پہلوؤں کا فنی مطالعہ لسانیات کہلاتا ہے۔ زبان کا یہ فنی مطالعہ دو زمانی (Diochronic) بھی ہو سکتا ہے، اور ایک زمانی (Synchronic) بھی دو زمانی مطالعے کی حیثیت تاریخی ہوتی ہے۔ جس میں کسی زبان کی عہد بہ عہد ترقی یا مختلف ادوار میں اس کی نشو نما کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور ایک زمانی مطالعہ کی حیثیت توضیحی ہوتی ہے۔ جس میں ایک خاص وقت یا خاص جگہ میں، ایک زبان جس طرح بولی جاتی ہے اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے"[ix]

فاضل مصنف کے نزدیک زبان کو عہد بہ عہد پرکھا جا سکتا ہے جس سے زبان کی فنی خوبیاں لسانیات نگاروں کو سمجھائی جا سکتی ہیں۔ حامد اللہ نے زبان کو توضیحی اور تاریخی ہر دو طریقے سے پرکھنے کے متعلق وضع کی گئی اصطلاحات یعنی یک زمانی اور دو زمانی کا تذکرہ بھی کیا ہے جس سے زبان کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہو گی۔

اگر نصیر احمد خاں کی لسانیات کے متعلق رائے دیکھیں تو اُن کا نقطۂ نظر یہ ہے:

"یہ بات بآسانی کہی جا سکتی ہے کہ لسانیات کا علم سائن ٹی فک طریقے سے زبان کا مطالعہ کرتا ہے"[x]

لسانیات کے بارے میں نصیر احمد خاں کا نقطۂ نظر بھی، وہی ہے جو ان سے قبل ماہرین کا ہے۔ لسانیات کے بارے میں ڈاکٹر سہیل بخاری کی رائے بھی درج کرنا ضروری ہے ان کا کہنا ہے:

"لسانیات علم کی وہ قسم ہے جو زبان کی اصلیت اور ماہیت کا مطالعہ کرتی اور اس کی پیدائش، فروغ، دائرہ کار اور تغیرات جیسے مسائل پر غور کرتی ہے۔ فارسی میں اسے "زبان شناسی" انگریزی میں فلالوجی اور لنگوئسٹکس اور اردو میں "بولی گیان" کہتے ہیں"[xi]

درج بالا تمام تر آرا اور بحث کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ زبان کو باریک بینی (سائنٹفک طریقے) سے دیکھنا ہی لسانیات ہے یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ زبان کے بارے میں گہرا علم لسانیات کے زمرے میں آتا ہے۔ لسانیات کے متعلق درج بالا بحث ہمیں اِس نتیجے پر پہنچاتی ہے کہ ہم ادبی سائنس کے متعلق علم حاصل کریں۔ ادب میں سائنس اپنا کس طرح کام کرتی ہے؟ اس سوال کے جواب کے لیے ہمیں ڈاکٹر اقتدار حسین خان کے اقتباس سے استفادہ کرنا ہو گا۔ ان کا کہنا ہے:

"لسانیات کی رو سے زبان کی تعریف: زبان؛ ایک ایسے خود اختیاری اور روایتی صوتی علامتوں کے نظام کو کہتے ہیں جو کوئی انسان اپنے سماج میں اظہارِ خیال کے لیے استعمال کرتا ہے۔ لسانیات میں زبان ایک خاص معنیٰ میں استعمال ہوتی ہے۔۔۔۔ لسانیات میں انسان کے اعضائے تکلم سے ادا کی جانے والی آوازیں ہی اہم ہیں اشاروں کی زبان یا تحریر

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2023)
(October- December)

لسانیات میں مرکزی حیثیت نہیں رکھتے۔ گوان چیزوں کی اپنی جگہ اہمیت ہو سکتی ہے اس طرح انسان کے منہ سے ادا ہونے والے سب ہی کلمات چاہے وہ ایک لفظ ہو یا ایک جملہ اہم ہیں ان ہی کا ہم مطالعہ کرتے ہیں"(xii)

اقتدار حسین خاں نے ماہرین لسانیات اور طلبا کے لیے لسانیات کو سائنسی طریقے سے پرکھنے کے اصول کو بڑی خوبی سے سمجھا دیا ہے۔ اگر ہم ان اصولوں کو بروئے کار لائیں گے تو ضرور استفادہ کریں گے۔

یہاں ہمیں لسانیات کے مختلف شعبوں پر نظر ڈالنی ہوگی۔ جس سے ہم دیکھ سکیں گے کہ ادب میں سائنس کیا اور کس طرح کام کرتی ہے ذیل میں ہم لسانیات کے شعبوں کا تذکرہ کریں گے جو کہ تمہیدی مباحث کا اہم حصہ ہے۔

لسانیات کے اہم شعبے:

(۱)عام لسانیات(General Linguistics)

زبان کے بنیادی نظریات کو عام لسانیات میں پیش کیا جاتا ہے۔ لسانیات کے ماہرین زبان کی بناوٹ، ہیئت، قانون و قواعد و اصول، غرض ہر قسم کی صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ سادہ زبان میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ زبان کا ہر طریقے سے مطالعہ عام لسانیات کے زمرے میں آتا ہے۔ اس کے لیے گیان چند جین کی کتاب "عام لسانیات" بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

(۲)تاریخی لسانیات(Historical Linguistics)

تاریخی لسانیات میں زبان کا تفصیل سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ زبان کو زمانی اعتبار سے دیکھنا بھی اسی شعبے کا کام ہے۔ تاریخی لسانیات ہی زبان کے ان اصول و قواعد کا مطالعہ کرتی ہے، جن کی بدولت زبان میں مختلف قسم کی تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ یاد رہے کہ یہ تبدیلی لفظی و معنوی ہر دو قسم کی ہو سکتی ہے۔ تاریخی لسانیات ہی زبان کے آغاز و ارتقا کے نظریات پر بحث کرتی ہے، اور تاریخی اعتبار سے زبان کا مقام و مرتبہ متعین کرتی ہے۔

(۳)اطلاقی لسانیات(Applied Linguistics)

زبان کو اگر علاقائی طور پر (یعنی کس علاقے میں زبان کا لب ولہجہ کیا ہے) دیکھا جائے تو اطلاقی لسانیات کہلاتی ہے۔ اس کا ایک مقصد بیرونی زبان سیکھنا بھی ہوتا ہے۔ دکن میں اردو، سندھ میں اردو اور پنجاب میں اردو اسی اصطلاح کے تحت ہو سکتے ہیں۔

(۴)عصری لسانیات:(Synchronic Linguistics)

عصری لسانیات کے لیے ساختیاتی لسانیات کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے، اگر زبان کو زمانی اعتبار سے پرکھا جائے تو عصری لسانیات کہلاتی ہے۔ عصر کا لفظ چونکہ زمانہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے عصری لسانیات میں زبان کی ساخت کا مطالعہ زمانی سطح پر ہوتا ہے، مثلاً ۲۰۰۷ء میں اردو کا لب ولہجہ، مروج الفاظ اور اصول کیا تھے۔ جب اس طرح دیکھیں گے تو یہ عصری لسانیات کے زمرے میں آئے گا۔

(۵)تقابلی لسانیات:(Comparative Linguistics)

یہ بات یاد رہے کہ تقابلی لسانیات کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ دو مختلف خاندان کی زبانوں کا تقابل کرنا تقابلی لسانیات کا کام ہے۔ تقابلی لسانیات میں ایک ہی خاندان کی زبانوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً ہند آریائی خاندان میں جتنی زبانیں آتی ہیں ساری تقابلی لسانیات کا حصہ بن سکتی ہیں۔ اردو زبان کا خاندان ہند آریائی ہی ہے۔ اس لیے اردو کا ہند آریائی خاندان کی تمام زبانوں کے ساتھ تقابل کیا جاسکتا ہے۔

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2023)
(October- December)

(۶)نوعیات:(Genera)

تقابلی لسانیات میں ایک خاندان کی زبانوں کو موضوع بحث بنایا جاتا ہے۔جبکہ نوعیات میں ساری دنیا کی زبانوں پر بحث کی جا سکتی ہے۔دنیا کی معروف ترین زبانیں تقریباً ۶۷۶۰ ہیں جبکہ اردو کا نمبر (حالیہ سروے کے مطابق) تیسرا ہے۔ہمیں دیکھنا ہو گا کہ نوعیات کے ضمن میں کس طرح کی بحث ہوتی ہے مثلاً کتنی زبانیں دم توڑ چکی ہیں (۲۳۴)۔دنیا میں کتنے ایسے علاقوں کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں اقلیتی زبانوں کو شدید خطرہ ہے(۵)۔سام بن نوح کی اولاد میں زبانوں کا اختلاف واقع ہوا،تو کتنی زبانوں میں بات چیت ہونے لگی(۱۹)۔ نوعیات کے زمرے میں یہ بھی قابل ذکر ہے کہ زمانے کی جدت اور سرکاری زبانوں کے بڑھتے ہوئے استعمال سے کن زبانوں کی اہمیت ماند پڑ رہی ہے۔اس کا جواب ہے "مادری زبانوں کی"

(۷)اسلوبیات:(Stylistics)

ادب پارے کو اگر لسانی سطح پر پرکھا جائے تو اسلوبیات کہلاتی ہے،مثلاً کسی بھی ادیب کی تصنیف کو پیش نظر رکھ کر دیکھا جاتا ہے کہ پرکھے جانے والے ادب پارے یا شعر وغیرہ میں کون سے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کو جانچنا اسلوبیات کا کام ہے۔شعر کو جانچنا کیسے ہے۔مثلاً غالب کا شعر ہے:

آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے؟
کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا(xiii)

درج بالا شعر میں ایک ایک لفظ کو دیکھا جائے کہ اس میں مصوتہ کیا ہے نیم مصوتہ کونسا ہے مارفیم اور فونیم وغیرہ کونسے ہیں۔شعر میں موجود لفظ "آج" مارفیم ہے۔کیونکہ لفظ کی چھوٹی سے چھوٹی بہ معنی اکائی مارفیم کہلاتی ہے "آج" میں چھوٹی اور بہ معنی دونوں خوبیاں پائی جاتی ہیں۔اِسی طرح دل میں "د" فونیم ہے۔فونیم آواز کی سب سے چھوٹی اکائی کو کہتے ہیں جو معنی میں تبدیلی کا باعث بنے ہم دیکھتے ہے کہ "د" کو ہٹا کر جب اِس جگہ کوئی اور حرف یا آواز آئے گی تو اس سے لفظ اور معنی میں تبدیلی واقع ہو جائے گی مثلاً "د" کی جگہ پر "ب" لگائیں تو انسانی مرکز دل سے لفظ بل،چوہے کا مسکن بن جائے گا۔اِسی طرح ایسے حروف یا الفاظ جن کی ادائیگی کے وقت ہوا منہ کے کسی حصے سے رگڑ کھائے بغیر خارج ہو جائے تو اُن الفاظ کو مصوتہ کہا جاتا ہے۔مثلاً! "آج" کا "آ" الف ممدودہ میں ہوا بغیر رگڑ کھائے خارج ہوتی ہے۔اسلوبیات کی اصطلاح اسلوبیاتی تنقید کے لیے بھی رائج ہے۔

(۸)ساختیات(Structuralism)

لفظ کی بناوٹ کا علم ساختیات کے ذریعے واضح ہوتا ہے۔کونسا لفظ کس حرف کا مرکب ہے الفاظ بناوٹ کے مراحل سے کیسے گزرتے ہیں حروف کیسے الفاظ کو نئی شکل دے دیتے ہیں۔اِن الفاظ و حروف پر بحث ساختیات کے ماہر کا کام ہے۔

(۹)پس ساختیات(Post-Structuralism)

الفاظ سے اخذ کیے جانے والے معانی پر بحث پس ساختیات میں آتی ہے مرکز (لفظ) پر بحث ساختیات اور مرکز گریز (معانی) پر بحث پس ساختیات کا کام ہے۔

(۱۰)تجزیاتی لسانیات(Descriptive Linguistics)

تجزیاتی لسانیات خاص زبان کا مطالعہ پیش کرتی ہے۔صرفی،نحوی،صوتی اور معنیاتی قسم کا کام تجزیاتی لسانیات کرتی ہے۔ان اصطلاحات کا تذکرہ آگے آئے گا اس لیے ان کی تفصیل یہاں بیان نہیں کی گئی۔

(۱۱)صوتیات(Phonetics)

صوتیات کا لفظ صوت سے ماخوذ ہے۔ صوت آواز کو کہتے ہیں۔ اس شعبے کا مقصد آوازوں کی ادائیگی، یا آواز کیسے پیدا ہوئی، پر بحث ہوتی ہے۔ ہم آسانی کے لیے انسانی آوازوں کے سائنسی مطالعہ کو صوتیات کہہ سکتے ہیں۔ یہ بات یاد رہے کہ اس میں ایک وقت میں کسی ایک بولی کی صوتیات کا مطالعہ ممکن ہے۔ صوتیات کی تین شاخیں ہیں۔

(i) تلفظی صوتیات (ii) سمعی صوتیات (iii) سمیاتی صوتیات

تلفظی صوتیات(Accent Phonetics)

تلفظی صوتیات میں انسانی آوازوں کی ادائیگی کے عمل کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

سمعی صوتیات(Auditory Phonetics)

آواز کا منہ سے کان تک کے مدارج کا مطالعہ سمعی صوتیات کا کام ہے۔

سمیاتی صوتیات(Semiotic Phonetics)

سمیاتی صوتیات میں جائزہ لیا جاتا ہے کہ سننے کے عمل کا آغاز کیسے ہوتا ہے۔ مزید دیکھا جاتا ہے کہ آواز ذہن تک کیسے منتقل ہوتی ہے اور کیا اثر چھوڑتی ہے۔

(۱۲)فونیمیات(Phonology)

آواز کی سب سے چھوٹی اکائی فونیم کہلاتی ہے۔ اس چھوٹی سے چھوٹی اکائی کا مقصد معنی میں تبدیلی پیدا کرنا ہوتا ہے۔ مثلاً "چل" اور "بل" میں "چ" اور "ب" فونیم کہلائیں گے۔ فونیمیات میں آوازوں کو ہی موضوعِ بحث بنایا جاتا ہے۔

(۱۳)صرفیات(Morphemics)

کوئی بھی چھوٹے سے چھوٹا بہ معنی لفظ صرفیہ کہلاتا ہے مثلاً چال، بال دو مختلف صرفیے ہیں ان الفاظ پر بحث صرفیات کہلاتی ہے۔

(۱۴)نحویات(Syntactics)

حروف کے ملنے سے لفظ بنتا ہے جو کہ صرف کہلاتا ہے الفاظ کے ملنے سے جملہ بنتا ہے جو کہ نحویات کے زمرے میں آتا ہے یعنی نحویات میں جملوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

(۱۵)معانیات(Semantics)

معانیات میں دیکھا جاتا ہے کہ ایک لفظ کن کن معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً سورج ایک جگہ روشنی کا ذریعہ جبکہ یہی سورج بعض اوقات دہشت، اور طاقت کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

(۱۶)عتیقیات(Antiquarianism)

پرانی تحریروں کو جانچنے کا علم عتیقیات کہلاتا ہے۔ آریہ اور دراوڑوں کی کتب، یونانی اور مصری زمانے کے کتبے وغیرہ اسی علم کے تحت پرکھے جاتے ہیں۔

(۱۷)لغتیات(Lexicographical)

لغتیات میں الفاظ کی ترتیب پر بحث کی جاتی ہے۔ مثلاً کون سا لفظ پہلے اور کون سا بعد میں قابل ذکر ہے۔

(۱۸)ترسیمیات(Graphics)

جدید رسم الخط تحریر شناسی یا لکھنے کے انداز کو ترسیمیات کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم سے تاحال رسم الخط نے مختلف شکلیں بدلیں ہیں رسم الخط کی یہ تبدیلی ترسیمیات کے زمرے میں آتی ہے۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
GUMAN
Volume.7, Issue.1 (2023)
(October- December)

(۱۹)نتائجیات(Consequentialism)

نتائجیات کا تعلق سامعین سے ہے یعنی سامعین آپ کے بیانیے پر کیا تاثر پیش کرتے ہیں(اچھا یا برا)۔

(۲۰)قطعاتی اصوات(Pieces of Sounds)

معانی میں فرق پیدا کرنے کے لیے جو قطعاتی اصوات استعمال ہوتی ہیں اس میں، مصوتہ، مصمتہ،اور نیم مصوتہ شامل ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے

مصوتہ(Vowel)

الفاظ کی ادائیگی کے وقت اگر منہ سے ہوا سیدھی خارج ہو کسی حصۂ منہ سے رگڑ نہ کھائے تو ایسی آوازیں مصوتہ کہلاتی ہیں۔

مصمتہ(Masmata)

بعض اوقات الفاظ کی ادائیگی کے وقت ہوا منہ میں رک جاتی ہے ایسی آوازیں مصمتہ کہلاتی ہیں۔ مثلاً "م" کی ادائیگی میں ہوا منہ میں رک جاتی ہے۔

نیم مصوتہ(Semi-Vowel)

)کے درمیان کی آواز نیم مصوتہ کہلاتی ہے۔ مثلاً ورق اور یاسر میں "و"اور "ی" بالترتیب نیم مصوتے ہیں۔Precious)اور حرف صحیح(Vowel حرف علت(

لسانیات کی تاریخ وابتدا

لسانیات کے آغاز وارتقا کے متعلق ماہرین لسانیات نے مختلف آرا و نظریات پیش کیے ہیں۔ لسانیات نگاروں کے نزدیک زبان ایک مافوق الفطرت عنصر ہے۔ لسانیات کو عطیۂ خداو زبان دیوی و دیوتا کی دین سمجھی جاتی ہے۔ عین الحق فرید کوٹی لسانیات کے آغاز کے بارے میں رقم طراز ہیں: ندی بھی سمجھا گیا ہے۔ کچھ ماہرین کے نزدیک یہ

"زبان کی ابتدا کا مسئلہ ہمیشہ سے انسان کی دلچسپی کا مرکز رہا ہے۔ کہیں اسے منر وا کے نام سے منسوب کیا تو کہیں سرسوتی، اینتھا اور نوث کو اس کا خالق قرار دیا، لیکن جب ہم دنیا کی قدیم ترین کتاب "رگ وید" میں "واک" (بہ معنی لفظ) کے عنوان سے دیئے ہوئے ایک نغمہ حمد کا مطالعہ کرتے ہیں تو اسے موجودہ لسانیات کے نظریوں سے کافی حد تک منطبق پاکر حیران رہ جاتے ہیں"(xiv)

"رگ وید" مذہبی کتاب ہے جس کو ہندو مذہب میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ شہر بابل کو بھی لسانیات کے حوالے سے اس لیے اہمیت حاصل ہے کہ بعض ماہرین کے نزدیک لسانیات کی ابتدائی کوشش بابل میں ہوئی۔ اہل بابل کی زبان اکا وین کہلاتی ہے جو ستر ہویں صدی قبل مسیح میں متروک ہوگئی۔ اہل بابل نے زبان کے مشترک اوزان کو پرکھا تو اس نتیجے پر پہنچے کہ مادوں کا اصول ہی دراصل لسانیات کا اصل اصول ہے۔ اس حساب سے بابل والوں کی کوشش کو اولیت حاصل ہے۔ "عہد نامہ عتیق" میں زبان کے آغاز کے بارے میں لکھا ہے:

"رب خدا نے مٹی سے زمین پر چلنے پھرنے والے جانور اور ہوا کے پرندے بنائے تھے۔ اب وہ انہیں آدمی کے پاس لے آیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ اُن کے کیا کیا نام رکھے گا۔ یوں ہر جانور کو آدم کی طرف سے نام مل گیا۔ آدمی نے تمام مویشیوں، پرندوں اور زمین پر پھرنے والے جانداروں کے نام رکھے۔ لیکن اُسے اپنے لیے کوئی مناسب مددگار نہ ملا"(xv)

اس اقتباس سے لگتا ہے کہ زبان آدمی کی ایجاد ہے۔ قرآن پاک میں بھی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَ- ئِكَةِ فَقَالَ أَنْ ب- ونِي بِأَسْمَاءِ- ؤُلَاءِ إِن كُنتُمْ صَ- دِقِينَ(xvi)

ترجمہ "اور اس نے آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ"

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2023)
(October- December)

"عہد نامہ عتیق" کے مطابق آدمؑ نے ان چیزوں کے نام رکھے جب کہ قرآن کے مطابق اللہ نے آدمؑ کو ان چیزوں کے نام سکھائے۔ اس آیت کے مطابق اللہ نے سکھائے نام۔
اس کے بر عکس جاہن گاٹفرائیڈ اپنی کتاب "زبان کے ماخذ" میں زبان کو اللہ یا کسی مافوق الفطرت ہستی سے منسوب کرنے سے کتراتا ہوا کہتا ہے کہ زبان جس قدر اسقام سے بھری ہوئی ہے اسے کسی ایسی ہستی سے منسوب کرنا اُس ہستی کو متنازع بنانے کے مترادف ہے۔ ہرڈر کا خیال ہے کہ زبان کی بناوٹ کا تمام تر انحصار انسان پر ہے۔
جب زبان کی ابتدا اور ارتقا کی یہ بحث افلاطون اور ارسطو کے علاقے (ایتھنز) تک پہنچتی ہے تو افلاطون کا بھی یہی خیال ہے کہ زبان مافوق الفطرت عنصر ہے۔ جبکہ ارسطو اپنی مشہور زمانہ کتاب "بوطیقا" میں زبان کی ابتدا آغاز اور ماہیت کے بارے میں کوئی قطعی بات نہیں کرتا۔ ان دونوں مفکرین کے بارے میں آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر جین اپچی سن جو کہ لینگویج اینڈ کمیونیکیشن کے پروفیسر ہیں اُن کا کہنا ہے:

"Before the ۹th century language in the western world was of interest to philosophers. It is significant that the greek philosophers plato and Aristotle made major contributions to the study of language. Plato, for example is said to have been the first person to distinguished between nouns and verbs" (xvii)

اس اقتباس سے پتا چلتا ہے کہ ارسطو اور افلاطون نے نویں صدی ہی سے زبان کے بارے میں غور و خوض شروع کر دیا تھا جس کی واضح نشانی جین اپچی سن کے درج بالا اقتباس میں Nouns اور Verbs نظر آتی ہے۔ آغاز میں دونوں مفکر پر اپنے نظریات کا استظہار کر چکے ہیں جسے نقطہ آغاز کہا جا سکتا ہے۔
تیرھویں صدی کے اختتام کے قریبی زمانے میں یورپی ماہرین لسانیات، سامی، عبرانی، لاطینی اور یونانی زبانوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ عرب قوم نے بھی لسانیات کی طرف توجہ کی تو اپنے لسانی مطالعے کی بنیاد بابل زبان کی بنیاد پر رکھی۔ ابوالاسود نے ساتویں صدی عیسوی میں عربی قواعد کا آغاز کیا۔ عربی قواعد کی خشتِ اول سیبویہ نے رکھی، جب بھی عربوں کی لسانیاتی خدمات کا جائزہ لیا جائے گا اُس میں عربی ماہر زبان سیبویہ کی کوششوں کو پس پشت نہیں ڈالا جا سکتا، کیونکہ وہی اولیں ماہر زبان تھا۔
اگر سنسکرت کی بات کریں تو یہ ادبی حلقوں میں بول چال کی زبان سمجھی جاتی تھی، جس کا ثبوت، سنسکرت کے قواعد نویس یاسک کی کتاب "نرکتی" سے ملتا ہے۔ سنسکرت کو یاسک، بھاشا کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ بھاشا کا مطلب ہے بولی جانے والی زبان۔ سنسکرت کا دوسرا ماہر اُس زمانے میں پانی تھا پانی نے ویدک اور ادبی سنسکرت میں فرق کی وضاحت کی ہے۔ پانی کی کتاب "زندہ زبان کے قواعد" تقریباً ۳۳۰ قبل مسیح کی یادگار ہے۔
ہندوستان میں سنسکرت کے بعد پراکرتوں کا دور شرع ہوتا ہے۔ ہیم چندر نے "شبدانوشاسن" کے نام سے پراکرت پر پہلی کتاب لکھی۔ جس سے پراکرتوں کی اصلیت اور اہمیت اجاگر ہوئی۔ واسکوڈے گاما نے جب ہندوستان کی طرف سفر اختیار کیا تو، اس کے بعد یورپ اور ہندوستان میں روابط کا آغاز ہوا۔ اس سفر کے باعث فرانسیسی، انگریز، پرتگالی اور ڈچ لوگ تجارت اور سیاحت کی غرض سے ہندوستان میں وارد ہونے لگے۔ جب یہ سیاح ہندوستانیوں سے میل ملاپ اور گفت و شنید کرتے تو سب سے اہم مسئلہ زبان کا تھا۔ اس مسئلے کے باعث ان لوگوں نے مقامی زبان سیکھنے کی کوشش کی تو اس کوشش کے باعث جب زبان کی جانچ پرکھ شروع ہوئی تو لسانیات کی نئی بحث نے جنم لیا۔ اس نئی بحث نے ان لوگوں کو زبان کے قواعد ماخذ و مراجع تک پہنچایا تو ہر ایک گروہ اپنی اپنی زبان کے بارے میں فکر مند ہونا شروع ہوا۔ جب ڈچ، فرانسیسی اور انگریز اپنی زبان کے ماخذ و منبع کی جانب گامزن ہوئے تو ادھر ہندوستانی بھی اپنی زبان کے آغاز و ارتقا کی طرف منعطف ہوئے۔ اس دوران سنسکرت سے جو پراکرتیں (بولیاں) ماخوذ ہیں وہ بھی زیر بحث رہیں، معروف پراکرتیں یہ ہیں، ہندی، بھاشا، تلنگی، مرہٹی، مراوڑی، تیلگو، دہلوی، دکنی، وغیرہ۔ لسانیاتی مباحث کا یہ سلسلہ تاحال رواں دواں ہے۔

حوالہ جات

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2023)
(October- December)

1 گیان چند جین،ڈاکٹر،"عام لسانیات "لاہور،تاریخ وثقافت اسلامیہ،۲۰۱۹ء،ص،۲۶

2 ابوالاعجاز حفیظ صدیقی،"کشاف تنقیدی اصطلاحات "اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان،۱۹۸۵ء،ص،۱۵۶

3 محی الدین قادری زور،سید،"ہندوستانی لسانیات"،لاہور،عزیز پبلشر زاردو بازار،۱۹۹۲ء،ص،۱۴

4 احتشام حسین،سید،"اردولسانیات کا مختصر خاکہ "مشمولہ، مجموعہ سید احتشام حسین،(جلد دوم)لاہور،سنگ میل،پبلی کیشنز،۲۰۱۵ء،ص،۳۱۷

5 ایضاً،ص،۳۱۸

6 فائزہ بٹ،ڈاکٹر،(مقالہ)،"اردو میں لسانی تحقیق"،لاہور،اورینٹل کالج،پنجاب یونیورسٹی،۲۰۱۶ء،ص،۸

7 احسان قادر،ڈاکٹر،(مقالہ)،"اردو میں جدید لسانیات کے مباحث"، ملتان، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی،۲۰۱۷ءص،۱۵

8 محمد اشرف کمال،ڈاکٹر،"لسانیات،زبان اور رسم الخط"،فیصل آباد،روھی بکس،۲۰۱۷ء،ص،۱۲۵

9 حامد اللہ ندوی،ڈاکٹر،"اردو زبان کی تاریخ کا خاکہ "مشمولہ،"اردو تاریخ و مسائل"مرتبہ،سید روح الامین، گجرات،عزت اکادمی،۲۰۰۷ء،ص،۳۵

10 ڈیوڈ کرسٹل،"لینگوسٹکس"(Linguistics) نصیر احمد خاں،ڈاکٹر،(مترجم)،"لسانیات کیا ہے"لاہور،عبداللہ اکیڈمی،۲۰۱۷ء،ص،۵۱

11 "لسانی مقالات"(حصہ سوم)اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۱ء،ص،۱۱

12 اقتدار حسین خان،ڈاکٹر،"لسانیات کے بنیادی اصول"، علی گڑھ،ایجوکیشنل بک ہاؤس،۱۹۸۵ء،ص،۱۲

13 اسد اللہ خاں غالب،مرزا،"دیوانِ غالب"مرتبہ حامد علی خاں،لاہور،الفیصل،۲۰۰۷ء،ص،۲۶

14 عین الحق فرید کوٹی،"اردو زبان کی قدیم تاریخ"،لاہور،ارسلان پبلی کیشن،۱۹۷۲ء،ص،۱۷،۱۸

15 "کتاب مقدس"،باب پیدائش،جیولِنکس ریسورس کنسلٹینٹس،لاہور،مکتبہ جدید پریس،۲۰۱۵ء،ص،۱۳

16 قرآن حکیم،البقرہ،۳۱

17 Linguistics, cox and wyman Limited,۱۸ Reading, Berkshire, London,England, ۲۰۰۳, And Edition, P ۲۶